© rasailojaraid.com

ترجمان الحدیث

اسلامی ریاست میں قیادت کے رہنما اُصول

تعلیمات نبوی کی روشنی میں!

پروفیسر محمد یاسین ظفر
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس السّلفیہ پاکستان

(وزارت مذہبی امور و بین المذاہب ہم آہنگی کے زیر اہتمام بین الاقوامی سیرت کانفرنس 2 دسمبر 2017ء کو اسلام آباد میں منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت صدر مملکت ممنون حسین صاحب نے فرمائی۔ اس موقعہ پر ناظم اعلیٰ وفاق المدارس السّلفیہ نے بھی خطاب کیا۔ جس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔ ادارہ)

الحمدلله رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلاة والسلام على سيد المرسلين وعلى آله واصحابه واهل بيته اجمعين، وبعد:

الَّذِينَ إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ (الحج . 41)

اسلام مکمل دین جو تمام شعبہ ہائے زندگی میں رہنمائی دیتا ہے۔ زندگی کا اہم ترین شعبہ قومی قیادت ہے۔ جو قوم کی خوشی اور غمی دکھ اور سکھ میں رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔ بدقسمتی سے آج قومی قیادت دینی اور سیاسی حصوں میں تقسیم ہوگئی۔

دینی قیادت کو عوامی احترام اور پذیرائی ضرور حاصل ہوئی۔ لیکن انہیں کبھی بھی حق حکمرانی نہ مل سکا۔ جبکہ سیاسی قیادت حق حکمرانی تو استعمال کرتی رہی۔ لیکن انہیں کبھی بھی وہ احترام نہ مل سکا جو ایک قومی قیادت کے لیے ضروری ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ وطن عزیز میں بانی پاکستان محمد علی جناحؒ کے علاوہ کوئی قومی قیادت ابھر کر سامنے نہ آسکی۔

قومی قیادت صحیح معنوں میں وہی ہوسکتی ہے۔ جو لوگوں کے دلوں پر حکمرانی کریں۔ یہ مقام و مرتبہ صرف اس قائد کو مل سکتا ہے۔ جس کی عملی زندگی، سیرت و کردار اسلامی تعلیمات اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسوۃ الرسول ﷺ کے مطابق ہو۔

میں وزارت مذہبی امور پاکستان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے موجود نازک حالات میں ایک ایسے موضوع پر اہل فکر و دانش کو اظہار خیال کی دعوت دی ہے۔ جبکہ مذہبی یا سیاسی قیادت کے بارے میں بات کرنا نا صرف مشکل بلکہ خطرہ جان ہے۔

تعلیمات نبوی کی روشنی میں قومی قیادت کے چند خصائص اور رہنما اصول بیان کیے گئے ہیں۔ اس میزان پر پورا اترنے والے، قیادت کے اہل اور حق دار ہو سکتے ہیں۔ مشہور مقولہ ہے ''سید القوم خادمھم'' قائد کی خوبی یہ ہے کہ وہ قوم کا خادم ہو۔ اور دوسرا مقولہ ہے'' خادم القوم سیدھم'' کہ خدمت گزار ہی قوم کا قائد اور سردار بننے کا اہل ہے۔ قیادت کی ایک تعریف یہ کی گئی ''النشاط الذی یمارسہ الشخص للتاثیر فی الناس وجعلھم یتعاونون لتحقیق ھدف یرغبون فی تحقیقہ'' یعنی کوئی شخص اپنی سرگرمیوں سے لوگوں کو متاثر کرے۔ اور مقصد کو پانے کے لیے مددگار اور معاون بنالے۔

دوسری تعریف یہ ہے'' القدرۃ علی التأثیر فی سلوک افراد الجماعۃ وتنسیق جھودھم ، وتوجیھم لبلوغ الغایات المنشورۃ'' ایسا شخص جس میں یہ صلاحیت اور قدرت ہو کہ وہ کسی جماعت کے افراد کو اپنے طرز عمل سے متاثر کر سکے۔ ان کی جدوجھد کو منظم اور مقاصد کے حصول میں رہنمائی دے سکے۔ قیادت کے لیے اس ضمن میں تین چیزیں اہم ہیں۔

(1) جماعت، پارٹی کا وجود ہو۔

(2) اس جماعت یا گروپ میں ایسا فرد جو زیادہ مؤثر ہو۔

(3) مقاصد اور مفادات مشترک ہوں۔ جس کے لیے کوشش کرنی ہے۔

اسلامی نقطہ نظر سے قیادت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ طرز عمل اور رویہ جو کسی سلطنت یا ادارہ میں کام کرتے ہوئے اختیار کرے گا۔ دوسروں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ وہ مرکز اور قوت کا سرچشمہ ہے۔ مسلمان قائد، اسلام کے بنیادی عقائد پر کامل ایمان رکھتا ہوں۔ مجلس شوری پر اعتماد کرتا ہو۔ اور عدل وانصاف قائم کرتا ہو۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چند بنیادی اصول درج ذیل ہیں۔

(1) قائد کی وفاداری اور اسکی پیروی صرف اللہ تعالی کے لیے ہو۔

(2) جماعت کی مصلحت اس کے اہداف کو قائد بخوبی سمجھتا ہو۔ اسلام کے عظیم تر مقاصد کی روشنی میں سرانجام دینے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

(3) قائد شرعی قوانین اور اسلامی اخلاقیات کا پابند ہو۔

(4) اللہ تعالی کی جانب سے جو "قیادت" امانت سپرد ہوئی۔ اسکی ذمہ داری کو ادا کرنے میں عدل اور نرم خوئی سے کام لے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے "اَلَّذِیۡنَ اِنۡ مَّکَّنّٰھُمۡ فِی الۡاَرۡضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَ اَمَرُوۡا بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ نَہَوۡا عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَ لِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الۡاُمُوۡرِ" (الحج 41)

قیادت کے مبادیات درج ذیل ہیں۔

(1) مجلس شوریٰ:

قرآن حکیم نے اسلامی قیادت کے لیے مجلس شوریٰ کو لازم قرار دیا ہے۔ مجلس شوریٰ اہل فکر و دانش اور ایسے افراد پر مشتمل ہو۔ جو پند و نصائح اور اصلاح احوال میں کردار ادا کر سکے۔ ارشاد ربانی ہے "وَالَّذِیۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِرَبِّہِمۡ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ ۪ وَ اَمۡرُہُمۡ شُوۡرٰی بَیۡنَہُمۡ ۪ وَ مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ یُنۡفِقُوۡنَ" (الشوریٰ۔38)

(2) عدل وانصاف:

اسلام اپنے قائد کو دوسروں کے ساتھ معاملات کرتے ہوئے عدل وانصاف کا پابند بناتا ہے۔ اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ کہ وہ علاقائی، لسانی اور رنگ و نسل کی بنیاد پر فیصلہ کرے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے "اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُکُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَہۡلِہَا ۙ وَ اِذَا حَکَمۡتُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡکُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ---" (النساء 58)

(3) حریت فکر و عمل:

مسلمان قائد کے لیے لازم ہے کہ وہ رعایا کو حریت فکر و عمل کا ماحول فراہم کرے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خلاف اسلام قانون اور طرز عمل یا کوئی خلاف شرع کام ہو تو اس پر تنقید کر سکے۔ اس ضمن میں ہمیں سیدنا عمر بن خطاب ایسے جلیل القدر قائد اور خلیفہ کا طرز عمل نہیں بھولنا چاہیے۔ جن کے سامنے ایک خاتون نے بڑی جرأت سے یہ کہہ دیا تھا کہ حق مہر کی حد بندی کا حق آپ کو کس نے دیا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا'' وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَاراً فَلاَ تَأْخُذُواْ مِنْهُ شَيْئاً أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَاناً وَإِثْماً مُّبِيناً

(النساء۔40)

قرآن حکیم میں قیادت کے بارے میں تعلیمات:

اسلام میں سب سے پہلے قائد خود نبی کریم ﷺ ہیں۔ قرآن حکیم نے قیادت کے لیے جو اوصاف اور تعلیمات بیان کیں۔ اس کے پہلے مخاطب آپ ﷺ ہیں۔ اور آپ کو امت کے لیے اسوۂ حسنہ قرار دیا۔ اور آپ کی پیروی کا حکم دیا۔ ارشاد ربانی ہے۔'' لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيراً '' (الاحزاب 21)

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو متوجہ کرتے ہوئے فرمایا'' فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظّاً غَلِيظَ الْقَلْبِ لاَنفَضُّواْ مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّهِ إِنَّ اللّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ''

(آل عمران۔159)

اس آیت سے چند اہم باتیں اختصار سے بیان کی جاتی ہیں۔

(1) نرم خوئی، جس سے لوگ متاثر ہوں۔

(2) سختی شدت سے کنارہ کشی اور اسکی جگہ محبت جس کی وجہ سے صحابہ کرام کی بڑی تعداد آپ کے ساتھ شامل ہوئی۔

(3) اپنے رفقاء سے درگزر کرنا۔ ان کے لیے استغفار اور دعا کرنا۔

(4) اجتماعی معاملات میں مشاورت کرنا۔

(5) اور جب کسی کام کے لیے عزم کر لیا۔ تو اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا۔

یہی وہ اوصاف حمیدہ ہیں۔ جو قیادت میں ہونے چاہیں۔ جس کی بدولت کامیابی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وکامرانی حاصل ہوسکتی ہے۔

نگہ بلند سخن دلنواز جاں پرسوز

یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے

احادیث شریفہ کی روشنی میں تعلیمات:

قیادت کی ضرورت کو بیان کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا ''لا یحل لثلاثة أن یکون بفلاة من الارض الا امّروا علیهم احدهم '' اور دوسری روایت ہے '' اذا خرج ثلاثة فی سفر فلیومروا علیهم احدهم''

ان دونوں روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیادت کی کس قدر ضرورت ہے۔اب اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ہمیں کیسے قائدین کی ضرورت ہے۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جماعت کی رضامندی سے قیادت کا انتخابات ہو۔زبردستی اپنا تسلط قائم نہیں کرنا چاہیے۔

آپ نے اسلامی قائدین کے لیے ارشاد فرمایا ''کلکم راع وکلکم مسؤول عن رعیته'' قیادت محض ایک منصب یا عہدہ نہیں۔ بلکہ یہ مسئولیت کا نام ہے۔رعایا کے حقوق کا تحفظ کرنا اور اس میں کمی پیشی پر جواب دہی کے لیے پیش ہونا ایک صحیح قیادت کی ذمہ داری ہے۔

اپنی رعایا کے ساتھ نرمی برتے

بلاوجہ انہیں مشقت میں نہ ڈالے۔ بلاوجہ پابندیاں، ٹیکس وغیرہ۔آپ نے دعا فرمائی '' اللهم من ولی من امرامتی شئیا فشق علیهم فاشقق علیه ومن ولی من امر امتی شیئا فرفق بهم فارفق به'' (مسند احمد)

قرآن حکیم نے اجتماعی طور پر ساری قیادت خواہ وہ حکمران ہو یا عام وزیر وہ مجلس شوریٰ کا ممبر ہو یا رہنما ایک مشترکہ خصوصیت بیان کی۔ارشاد ربانی ہے'' واذا جاء هم امر من الامن او الخوف اذا دعوا به ولو ردوه الی الرسول والی أولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم ولو لا فضل الله علیکم ورحمته لا تبعتم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الشیطان الا قلیلا۔(النساء۔83) کہ قیادت معاملہ فہم، جہان دیدہ اور مسائل کے حل کے لیے استنباط کی صلاحیت رکھتی ہو۔

قیادت کے لیے ازحد ضروری ہے کہ وہ صادق اور سچا ہو۔ کیونکہ اس کی بات پر ہی لوگ عمل کریں گے۔ وہ امانت دار ہو۔ اس لیے کہ رعایا نے اسے حق حکمرانی دیا۔ اور جہاں بانی کے لیے وسائل فراہم کیے۔ ضروری ہے کہ قیادت بہادر اور نڈر ہو۔ اس لیے کہ اسی نے دشمن کے سامنے پوری قوت سے بات کرنی ہے۔ اور مقابلہ کرنا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

”اذا کان امر اؤکم خیار کم، واغنیاؤکم سمحاء کم وامورکم شوری بینکم فظھر الارض خیرلکم من بطنھا، واذا کا امراء کم شرارکم واغنیاء کم بخلاء کم امور کم الی نسائکم فبطن الارض خیرلکم من ظھرھا. (رواہ الترمذی)

بلاشبہ اسلام نے قیادت کے لیے سنہری اصول وضع کردیے ہیں۔ اب ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان کی روشنی میں قیادت منتخب کریں۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ اس وقت حرص، لالچ، دنیا داری، مفادات اور دولت کے بچاریوں نے اس قیادت پر قبضہ کر رکھا ہے۔ وہ ہر حال میں اس عہدے پر رہنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ یہ بہت بڑی مسئولیت ہے۔ جو جتنا جابر چالاک ہوشیار اور دولت کا کھیل جانتا ہے۔ وہ اتنا بڑا لیڈر ہے۔ آج یہ قیادت سچائی، دیانت وامانت، بہادری، شرم وحیاء، خیرخواہی ہمدردی، عدل وانصاف کے ترازو میں تولی نہیں جاتی بلکہ خیانت، رشوت، دھوکہ فریب، ظلم وستم، قتل وغارت، بزدلی، بےشرمی کی آڑ میں کی جاتی ہے۔ ایسی صورت میں کیونکر خیروبرکت ملے گی۔ اور کیونکہ امن وسلامتی قائم ہوگی۔ آج جو افراتفری، لوٹ کھسوٹ اور بدامنی دیکھ رہے ہیں۔ ”بما کسبت ایدی الناس“ ہی تو ہے۔

لہذا ہمیں بحثیت امت اجتماعی توبہ کرنی چاہیے اور عوام کو سب سے پہلے ایک باکردار، دیانت وامانت، صداقت امانت کے حامل قائد کا انتخاب کرنا چاہیے۔ تاکہ وہ فائدہ اٹھاسکیں۔

☆☆☆☆☆

© rasailojaraid.com